مولانا ضیاء الدین قاسمی ندوی*

توکل علی اللہ کی اہمیت وافادیت

ان اللہ یحب المتوکلین "بیشک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اللہ کے محبوب و پسندیدہ بندوں میں سے "متوکلین" بھی ہیں توکل اللہ کو اتنا پسند ہے کہ اس نے کلام پاک میں متعدد مقامات پر مختلف انداز اور پیرایہ میں بندوں کو بھی اور اپنے نبی کریم ﷺ کو بھی حکم دیا ہے کہ تمام معاملات میں اللہ ہی پر اعتماد بھروسہ کریں اس لئے کہ وہ ایک ذات جو اعتماد کے لائق ہے اس کے سوا کوئی سہارا نہیں۔ وہی تمام امور کو بنانے اور بگاڑنے والا ہے اور مومن کی شانِ بندگی اور کمالِ ایمان یہ ہے کہ اس کی نگاہ کا محور و مرکز اللہ کی ذات ہو توکل و قناعت اور زہد و استغناء اولیاء اللہ اور صلحاء امت کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔

توکل کی حقیقت:

قرآن وحدیث میں توکل علی اللہ کا بار بار حکم دیا گیا ہے تو ضروری ہے کہ توکل کی حقیقت جان لی جائے۔ صاحب مختار الصحاح نے توکل کے معنی میں لکھا ہے "اظہار العجز و الاعتماد علی غیرہ" اپنی عاجزی کا اظہار اور دوسرے پر اعتماد و بھروسہ۔

جب انسان کسی کام کو کرنے سے عاجز ہوتا ہے یا اپنے اوپر بھروسہ نہیں ہوتا ہے تو اپنی ذمہ داری کسی کے حوالے کر دیتا ہے اسی کو وکیل بنانا کہتے ہیں مقدمات میں قانونی موشگافیوں کے ساتھ اپنے قبضہ کو حل کرانے سے جب انسان عاجز ہوتا ہے تو وکیل کا سہارا لیتا ہے، یہی حال ایک بندۂ کامل کا اپنے مالک حقیقی کے ساتھ ہونا چاہیے کہ اس کے سامنے ہر معاملے میں اپنی عاجزی و مسکنت کا اظہار کرتا رہے اور بندوں کی عاجزی اللہ کو بہت پسند ہے اس لئے کہ عاجز لاچار ہونا ہی بندہ کی اصل ہے وہ اپنے ہر کام میں قادر المطلق کی مشیت وقدرت کا محتاج ہے لہذا جب بندۂ مومن اپنے خالق و مالک کی ذات پر مکمل اعتماد کر لیتا ہے اور یقین کامل کے ساتھ اس کی نصرت کا طالب ہوتا ہے تو پھر رب العالمین اپنے متوکل بندہ کا وکیل بن جاتا ہے اس کو کسی بھی لمحہ بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا "ومن یتوکل علی اللہ فھو

* استاذ مدرسہ منبع العلوم خیرآباد مئو انڈیا

حسبہ "(الطلاق:۳) اور جس نے اللہ پر اعتماد کیا تو اللہ اس کیلئے کافی ہے پھر کوئی خوف اور غم نہیں کوئی فکر اور تردد نہیں۔

توکل کے لئے یقین ضروری ہے اور اسکے ساتھ اپنی استطاعت کے مطابق اسباب ووسائل کا استعمال بھی ضروری ہے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دشمنان اسلام سے جہاد وقتال کرنے کا حکم بھی دیا مگر یہ نہیں فرمایا کہ بس اللہ کے نام پر نکل جاؤ بلکہ یہ حکم دیا کہ درپیش امور میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ بھی کریں اور جب مشورہ کے بعد کسی کام کا پختہ عزم کرلیں یعنی تمام ظاہری ذرائع استعمال کریں اور دل میں پکا ارادہ کرلیں پھر اللہ کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے وہ کام کریں خواہ جہاد ہو یا کوئی دوسرا کام لہذا ارشاد فرمایا: فاذا عزمت فتوکل علی اللہ" تو جب عزم کرلیں تب اللہ پر بھروسہ کریں، اس لئے کہ دنیا دارالاسباب ہے اسباب ظاہریہ کا استعمال کرنا وسیلہ وذریعہ کے طور پر ضروری ہے لیکن ان کو کسی صورت میں موثر تصور کرنا اور ظاہری اسباب ہی پر بھروسہ کرلینا، ایمان وتوکل علی اللہ کا یہی مطلوب ہوتا کہ اللہ کی نصرت ومدد پر یقین کر کے بیٹھ جائیں تو پھر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ اس پر عمل فرماتے اور کسی بھی ظاہری وسیلہ اور ذریعہ کو استعمال نہ کرتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا اور نہ قرآن کریم نے اس کا حکم دیا ہے بلکہ دشمنوں کے مقابلے کے لئے پہلے پوری تیاری کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور حکم دیا: واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم وآخرین من دونھم لاتعلمونھم اللہ یعلمھم۔

"اور ان کے لئے تیار کرو جو ہوسکے طاقت میں سے پلے ہوئے گھوڑوں میں جن کے ذریعہ اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو ڈراؤ اور ان کے علاوہ دوسروں کو جن کو تم نہیں جانتے کہ (وہ دشمن ہیں) اور اللہ ان کو جانتا ہے۔"

غزوہ حنین میں مسلمانوں کی تعداد مشرکین طائف کے مقابلے میں تین گناہ زیادہ تھی کفار چار ہزار تھے جبکہ مسلمان بارہ ہزار، اس موقع پر مجاہدین اسلام کو اپنی ظاہری تعداد پر اعتماد ہوگیا کہ جب ہم کم ہو کر ہمیشہ فتحیاب ہوتے رہے ہیں تو آج زیادہ تعداد میں ہو کر فتح یقیناً حاصل ہوجائے گی۔ یہ تصور وخیال توکل ویقین کے منافی تھا اس کی سزا فوراً دی گئی اور جنگ ہوتے ہی مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے حالانکہ نہ ان کے ایمان میں ضعف تھا نہ اللہ کی ذات پر یقین واعتماد میں شبہ تھا بس اتنی بے احتیاطی ہوگئی تھی کہ کثرت کو فتح کا ذریعہ تصور کرلیا تھا اسی کو اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں بیان فرمایا: لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بمارحبت ثم ولیتم مدبرین۔ (سورہ توبہ:۲۵)

"تم کو اللہ نے بہت سے موقعوں میں غلبہ دیا اور حنین کے دن بھی جب کہ تم کو اپنے مجمع پر غرہ ہوگیا تھا پھر وہ کثرت کچھ کارآمد نہ ہوئی تم پر زمین اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہوگئی، پھر تم پشت پھیر کر بھاگے۔"

تو اسباب وآلات اور ذرائع ووسائل کا استعمال کرنا منشائے شریعت اور حکم الٰہی ہے، رسول ﷺ نے اسباب ووسائل کو اختیار بھی فرمایا اور اس کا حکم بھی دے دیا ہے خواہ لڑائی ہو یا کاروبار اور تجارت، حصول رزق ہو یا کوئی اور عمل

ہر کام میں دنیاوی مادی اسباب کا اختیار کرنا ضروری ہے لہذا جائز وحلال طریقہ پر ان سب کو اختیار کر کے استعمال کرنا، پھر اللہ کی ذات پر کامل یقین کرنا کہ اللہ خیر و برکت اور مدد نصرت کا معاملہ فرمائے گا، توکل علی اللہ کی روح ہے۔

ایسے ہی توکل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بندۂ مومن ان تمام اسباب اور وسائل کو موثر نہیں مانتا، بلکہ اس کا یقین اللہ کی ذات پر ہے وہ اپنی عاجزی وفروتنی کا اقرار کرتا ہے اور اس کو اپنے خالق و مالک کی ذات کے سوا کسی کی ذات پر اور کسی بھی دوسرے ذریعہ پر اعتماد بھروسہ نہیں۔

قرآن پاک میں توکل کا حکم: توکل اللہ کو کتنا پسند ہے اور متوکلین کا مقام کس درجہ بلند ہے اس کو قرآن کریم کے تاکیدی حکم سے سمجھا جا سکتا ہے، ایمان توحید کا معاملہ ہو یا فتح ونصرت کی طلب، رزق میں فراخی مقصود ہو چاہے مصائب ومشکلات سے نجات ہر جگہ توکل علی اللہ کی روح ہونی چاہیے۔ چند آیات پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون (التوبہ:۵۱) ''اور اللہ ہی پر مومنوں کو اعتماد کرنا چاہیے۔''

۲۔ علی اللہ فتوکلوا إن کنتم مومنین (المائدہ:۲۳) ''اگر تم مومن ہو تو بس اللہ ہی پر توکل کرو''

۳۔ ان کنتم آمنتم باللہ فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین (سورہ یونس:۸۴)
''اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اس پر اعتماد کرو اگر تم فرمانبردار ہو۔''

۴۔ فقالو علی اللہ توکلنا ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین (سورۂ یونس:۸۵)
''تو انہوں نے کہے کہ ہم نے اللہ پر توکل کیا اے ہمارے رب۔''

۵۔ ومالنا الا نتوکل علی اللہ وقد ھدانا سبلنا (آل عمران:۱۲۲)
''اور ہم کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں درانحالیکہ اس نے ہم کو سیدھے راستہ کی ہدایت دی ہے۔''

۶۔ وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون (آل عمران) اگر تم کو اللہ چھوڑ دے تو کون اسکے بعد تمہاری مدد کریگا اور اللہ ہی پر مومنوں کو توکل کرنا چاہیے

۷۔ ولنصبرن علی ما آذیتمونا وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون (سورہ ابراہیم:۱۲)
''اور ضرور صبر کریں اس تکلیف پر جو تم ہو کو دو گے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔''

۸۔ وتوکل علی اللہ وکفی باللہ وکیلا (سورہ احزاب:۳)
''اور اللہ پر توکل کیجئے اور اللہ کافی ہے وکیل ہونے کے لئے۔''

احادیث میں توکل کی فضیلت: عن عمر رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: لو أنکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا۔ (رواہ الترمذی)

''حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم اللہ پر اعتماد کرتے جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو ایسے رزق دیتا جیسا کہ پرندوں کو جو صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو آسودہ پیٹ واپس آتے ہیں۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ یدخل الجنة من أمتی سبعون ألفاً بغیر حساب هم الذین لایسترقون ولا یتطیرون وعلی ربهم یتوکلون' (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ ص:۴۵۲) ''حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار افراد بے حساب وعذاب کے جنت میں جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو نہ جادو اور تعویذ کا سہارا لیتے ہیں نہ بدشگونی لیتے ہیں وہ اپنے رب پر توکل کرتے تھے۔''

لایسترقون: جھاڑ پھونک' گنڈا تعویذ جادو' ٹوٹکا نہیں کراتے یعنی ان اسباب پر قطعاً اعتماد نہیں کرتے یہی اولیاء اللہ متوکلین کاملین کی شان ہے اگرچہ آیات قرآنیہ سے علاج ومعالجہ جائز ہے اور اس کا ثبوت ہے مگر یہ عام لوگوں کے لئے ہے خواص ان اسباب کا سہارا لینا بھی توکل کے منافی قرار دیتے ہیں۔

ولا یتطیرون: نہ بدشگونی لیتے ہیں کہ فلاں منحوس ہے فلاں سعید ہے فلاں کے سبب ایسا ہو گیا فلاں کی صورت دیکھ کر دن بھر بے کاری و بے قراری رہی وغیرہ وغیرہ۔

<u>شان توکل</u>: اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو توکل علی اللہ کی جو تعلیم دی ہے وہی توکل کی روح اور شان ہے' حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چل رہا تھا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا اے بچے تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو گے تو تم اللہ کو سامنے پاؤ گے (یعنی اللہ ہر جگہ تمہاری حفاظت و مدد فرمائے گا) جب سوال کرو تو صرف اللہ سے سوال کرو جب مدد چاہو تو صرف اسی سے مدد مانگو اور سنو! اگر پوری قوم تم کو نفع پہنچانے پر آمادہ ہو جائے تب بھی اتنا ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جتنا اللہ نے تمہارے لئے مقدر کر رکھا ہے اور اگر تمام لوگ تم کو کچھ نقصانات پہنچانے پر لگ جائیں تب بھی اتنا ہی پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ نے لکھ دیا ہے قلم اٹھالیے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے (یعنی قضاء وقدر کا فیصلہ ہو چکا ہے اسمیں تبدیلی نہیں ہو سکتی) (مشکوٰۃ' ص:۴۵۳)

اسرار الاولیاء میں بابا فرید الدین گنج شکرؒ توکل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ عاقل وہی شخص ہے جو دنیا کے تمام معاملات میں اللہ پر توکل کرتا ہے' توکل کی تشریح اس طرح کی ہے کہ متوکل کے ایمان میں خوف ورجاء اور محبت ہو خوف سے گناہ ترک کر دے اور رجاء سے اللہ کی اطاعت کرے اور محبت سے اللہ کی رضا کیلئے تمام مکروہات سے باز رہے۔ (بزم صوفیہ ص:۱۸۱)............ اللہ کی ذات پر توکل و یقین سے دل کو تقویت حاصل ہوتی ہے' صبر وقناعت اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔ مال ودولت اور جاہ ومنصب کی حرص سے نجات حاصل ہوتی ہے پھر نہ طلب جاہ رہتی ہے نہ خوف مخلوق' نہ کسی سے شکوہ ہوتا ہے اور نہ کسی سے خطرہ باقی رہتا ہے نہ مل جانے کی طمع ہوتی ہے اور نہ چھن

جانے کی فکر اور ڈر لاحق ہوتا ہے اور یہی سکون قلب ہے جو متوکلین کو حاصل ہوتا ہے۔(ألا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون)

توکل کی یہ شان صحابہ کرام میں بدرجہ اتم موجود تھی جس نے ان کو غیر اللہ سے بیگانہ اور دربار حق کا دیوانہ بنا دیا تھا وہ مطمئن دل کے ساتھ، آنکھ بند کر کے اللہ کی نصرت پر یقین کرتے تھے۔اور حسب تعلیم دنیاوی اسباب بھی اختیار کرتے تھے، لیکن یہ اختیار اسباب برائے اسباب ہی کے درجہ میں ہوتا تھا۔ادنی سا بھی ایمان ویقین ان اسباب کے موثر ہونے پر نہیں ہوتا تھا اور یہی یقین وتوکل، قدم قدم پر ان محیر العقول اور عجیب وغریب کامیابیوں سے ہمکنار کرتا تھا، وہ جہاد میں تلوار بھی چلاتے تھے اور تیر بھی برساتے تھے۔کھیتی باڑی اور زراعت میں ہل بھی چلاتے تھے۔اور باغ بھی لگاتے تھے۔محنت مزدوری بھی کرتے تھے اور تجارت وکاروبار بھی کرتے تھے، مگر کوئی چیز اس یاد سے غافل نہیں کرتی تھی کہ اصل حکم اللہ کا ہے وہی ہوگا جو اللہ نے مقدر کر رکھا ہے وہی ملے گا جو اللہ چاہے اسی کو قرآن کریم نے بھی ان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

متوکلین کے واقعات وحکایات: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے گھر سے نکلتے وقت "بسم اللہ توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ" پڑھ لیا تو اس سے اللہ کی طرف سے کہا جاتا ہے تم کو ہدایت دی گئی اور تمہاری کفایت کی گئی اور تم کو بچایا گیا اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔(ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

لہذا حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول خدا ﷺ اپنے گھر سے نکلتے تھے تو کہتے تھے ''بسم اللہ توکلت علی اللہ'' اسی کے ساتھ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ میں آپ کی پناہ تاہتا ہوں اس بات سے کہ بھٹکوں یا کوئی مجھے بھٹکائے، پھسلوں یا کوئی مجھ کو لغزش میں ڈال دے، یا ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے یا میں نادانی کروں یا کوئی میرے ساتھ جہالت کا معاملہ کرے، (ترمذی وابوداؤد)

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زندگی میں توکل علی اللہ کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔آتش نمرود میں ڈالے جانے کا حکم ہوا تو ملائکہ ششدر رہ گئے اور ان کی مدد کرنے کے لئے بے چین ہو گئے کہ اللہ کے خلیل پر یہ ظلم وستم ہوا اور ہم مدد کو نہ پہنچیں، لہذا پانی کے فرشتے نے مدد چاہی، اللہ نے اجازت دے دی کہ جاؤ اگر ابراہیم تمہاری مدد لینا قبول کریں تو مدد کر سکتے ہو وہ فرشتہ آیا اور مدد کر کے پانی سے آگ سرد کرنے کی اجازت چاہی تو حضرت ابراہیم نے پوچھا کیا اللہ نے آپ کو اپنی طرف سے بھیجا ہے؟ فرشتے نے کہا نہیں بلکہ میں خود اجازت لے کر حاضر ہوا ہوں یہ سن کر خلیل اللہ نے فرمایا جب میرے رب کو میرا حال معلوم ہے پھر بھی اس نے خود نہیں بھیجا ہے تو مجھ کو آپ کی اعانت درکار نہیں میرا رب میرے حال کو جانتا ہے اور مجھ کو اس کی ذات پر بھروسہ واعتماد ہے یہ تھی توکل علی اللہ کی شان۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں ڈالے جانے کے وقت جو آخری بات کہی تھی وہ ''حسبی اللہ ونعم الوکیل'' تھی اور یہی جملہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کہا تھا جب لوگوں نے کہا:

ان الناس قد جمعو الکم فاخشوھم فزادھم ایمانا و قالو حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ (ریاض الصالحین بخاری شریف) ''بے شک لوگ (دشمن) تمہارے لئے جمع ہوگئے ہیں لہٰذا ان سے ڈرو تو اس بات نے ان کو ایمان میں بڑھا دیا اور کہا ہمارے لئے اللہ کافی اور وہی بہترین کارساز ہے۔''

حضرت علیؓ شب ہجرت میں بستر رسول پر: جب مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو نعوذ باللہ قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا تو اللہ نے رسول اکرم ﷺ کو ہجرت کی اجازت دے دی، رات کا وقت ہے دشمنان رسول دولت کدہ رسول کو گھیرے ہوئے ہیں اور آپ کے نکلنے کا انتظار کر رہے ہیں کہ نکلیں تو حملہ کر کے کام تمام کردیں ایسے خطرناک وقت میں رسول خدا ﷺ حضرت علی کو حکم دیتے ہیں کہ میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو جاؤ ان شاء اللہ تم کو کوئی ایسی چیز لاحق نہ ہوگی جو تمہارے لئے ناپسندیدہ ہو، حضرت علیؓ دشمنوں کے نرغے میں آرام گاہ رسول پر سکون کی نیند سوتے ہیں دنیا والوں کی سازشوں اور پلانوں سے بے نیاز رسول اللہ خدا کے فرمان اور رب العالمین کی ذات پر توکل کر کے یہ ثابت کرتے ہیں: ع جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

غار ثور میں توکل علی اللہ: اسی شب ہجرت کا واقعہ ہے رحمت عالم ﷺ اپنے رفیق خاص ابوبکر صدیق کے ہمراہ غار ثور میں پناہ گزیں ہیں (یہ سب ظاہری وسیلہ ہے کیونکہ اصلی اعتماد تو اللہ کی نصرت وحفاظت کرنا پر ہے) کفار مکہ تلاش کرتے ہوئے غار کے دہانہ تک جا پہنچے اتنے قریب کہ اگر کوئی غار میں جھانکے تو دیکھ لئے جائیں۔ صدیق اکبر فکرمندی سے فرماتے ہیں اللہ کے رسول دشمن تو سر پر آ پہنچے جواب ملتا ہے ابوبکر گھبراؤ مت اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (لاتحزن ان اللہ معنا) سورۃ التوبہ۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ اور توکل: حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے غربت ومسکنت اور فقر وفاقہ میں تربیت پائی ہے والد محترم کا سایہ شفقت اٹھ گیا تھا والدہ صاحبہ اپنے وقت کی ولیہ زاہدہ تھیں توکل علی اللہ سرمایہ حیات تھا، حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ والدہ کا معمول تھا کہ جس روز ہمارے گھر کچھ پکانے کو نہ ہوتا تھا تو فرماتیں کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں یہ بات سن کر مجھے بڑا ذوق آتا تھا، ایک دن کوئی خدا کا بندہ ایک تنکہ غلہ گھر میں دے گیا چند دن متواتر اس سے روٹی ملتی رہی، میں تنگ آگیا اور آرزو میں رہا کہ کب والدہ صاحبہ فرمائیں کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں آخر وہ غلہ ختم ہوگیا، والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ آج ہم خدا کے مہمان ہیں یہ سن کر مجھے ایسا ذوق اور ایسا سرور حاصل ہوا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔ (تاریخ دعوت وعزیمت، جلد سوم)

بابا فرید الدین گنج شکرؒ اور توکل: تمام زندگی فقیرانہ عسرت اور درویشانہ استغناء کے ساتھ گزاری، گھر

میں اکثر فاقہ ہوتا تھا، ایک روز گھر میں نمک نہ تھا حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے مرشد کی خاطر ایک درم کا نمک کا نمک بقال سے ادھار لیا اور ویلہ (ایک قسم کا پھل تھا جس کو سرکہ اور نمک سے پکا کر اچار بنایا جاتا تھا) پکا کر مرشد کے پاس لے گئے حضرت گنج شکرؒ نے کھانے کے لئے پیالہ میں ہاتھ ڈالا تو ہاتھ میں گرانی محسوس ہوئی، لقمہ اٹھا نہ سکے فرمایا: ''ازیں بوئے اسراف می آید'' پوچھا کہ نمک کہاں سے لا کر ڈالا گیا ہے حضرت نظام الدین اولیاء نے ڈرتے ہوئے عرض کیا کہ قرض کا ہے، حضرت نے فرمایا درویشوں کو فاقہ سے موت آجائے تو اس سے بہتر ہے کہ لذت لسانی کے لئے مقروض ہوں، قرض اور توکل میں بعد المشرقین ہے۔ (بزم صوفیہ، ص:۱۶۶)

<u>خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور شان توکل:</u> آپکی گھریلو زندگی، عسرت وتنگی اور فقر وفاقہ میں گزرتی تھی، آپکی اہلیہ پڑوس کے ایک بقال (بنیا) سے ایک تنکہ یا بہلول (اس دور کا سکہ تھا) قرض لے لیا کرتی تھیں اور کام چلاتی تھیں جب انتظام ہو جاتا تو قرض ادا کر دیتی تھیں، ایک دفعہ بقال کے بیوی نے طنزاً کہا کہ اگر میں تم کو قرض نہ دوں تو تمہارے بچے بھوکوں مر جائیں، جب خواجہ صاحب کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے اہلیہ کو قرض لینے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ طاق میں سے بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھ کر کاک لے لیا کرو لہذا وہ ضرورت کے وقت اس ترکیب پر عمل کرتیں اور طاق میں ''کاک'' ملتا تھا جس کو لیکر بچوں کو کھلاتی تھیں۔ اسی وجہ سے بختیار کاکی مشہور ہوئے۔ (دیکھئے بزم صوفیہ، ص:۹۸)

اس قسم کے بہت سے واقعات صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی سیرتوں میں ملتے ہیں، توکل وقناعت ہی ان پاکیزہ صفات بزرگوں کا سرمایہ ناز ہوتا تھا، کتنے واقعات ایسے ہیں جن پر بظاہر یقین نہیں آتا مگر تاریخ کے اوراق ان کو مستند حوالوں سے دہراتے ہیں جب ایمان اس درجہ پر پہنچ جاتا تو اللہ کے سوا کسی کی ذات پر ذرہ برابر بھروسہ نہیں ہوتا تو محیر العقول واقعات رونما ہوتے ہیں۔

<u>توکل سے متعلق لطیفہ:</u> کہتے ہیں کہ کسی پریشان حال شخص نے ایک مجلس میں کسی بزرگ سے توکل علی اللہ کی فضیلت سنی کہ جب اللہ پر توکل ہو جاتا ہے تو اللہ ہر ضرورت پوری کر دیتا ہے، بس کیا تھا اس نے ہر طرف سے منہ موڑ لیا اور توکل کے نام پر ایک ویران جگہ پر جا بیٹھا، کھانے پینے کا کوئی انتظام نہ تھا، پاس ہی ایک قبر تھی، کچھ لوگ نذر و نیاز کا کھانا لے کر قبر پر آئے اور رکھ کر چلے گئے، رات میں چور آئے اور دیکھا کہ مرغن کھانا رکھا ہوا ہے پاس میں ایک آدمی بھی لیٹا ہوا ہے، ان چوروں نے کھانا کھانے کا ارادہ کیا پھر سوچا کہ کہیں ہم کو مارنے کے لئے زہر نہ ملایا گیا ہو ایسا کرتے ہیں کہ پہلے اس شخص کو کھلاتے ہیں اسکو جگایا اور کھانے کو کہا اس آدمی نے انکار کر دیا تو چوروں کو شبہ اور قوی ہوا، اب تو مارنے لگے کہ کھاؤ ورنہ مار ڈالینگے۔ اس نے مجبوراً کھایا۔ دوسرے دن واپس آیا اور مولانا سے شکایت کی کہ آپ پوری بات نہیں بتاتے جب توکل پر تقریر ہی کرنی تھی تو اتنا ضرور بتاتے کہ توکل کرنے پر مار بھی پڑتی ہے، تب اللہ کھلاتا ہے (بے سند واقعہ ہے)